جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ البقرۃ

(۵۹)

(گزشتہ سے پیوستہ)

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا، اِذَا تَدَایَنۡتُمۡ بِدَیۡنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی، فَاکۡتُبُوۡہُ، وَلۡیَکۡتُبۡ بَّیۡنَکُمۡ کَاتِبٌۢ بِالۡعَدۡلِ، وَ لَا یَاۡبَ کَاتِبٌ اَنۡ یَّکۡتُبَ، کَمَا عَلَّمَہُ اللّٰہُ، فَلۡیَکۡتُبۡ وَلۡیُمۡلِلِ الَّذِیۡ عَلَیۡہِ الۡحَقُّ، وَلۡیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ، وَ لَا یَبۡخَسۡ مِنۡہُ شَیۡئًا، فَاِنۡ کَانَ الَّذِیۡ عَلَیۡہِ الۡحَقُّ سَفِیۡھًا اَوۡ ضَعِیۡفًا اَوۡ لَا یَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ یُّمِلَّ ھُوَ، فَلۡیُمۡلِلۡ وَلِیُّہٗ بِالۡعَدۡلِ، وَاسۡتَشۡھِدُوۡا شَھِیۡدَیۡنِ مِنۡ رِّجَالِکُمۡ، فَاِنۡ لَّمۡ یَکُوۡنَا رَجُلَیۡنِ، فَرَجُلٌ

ایمان والو، (قرض کے معاملات، البتہ ہوں گے۔ لہٰذا) تم کسی مقرر مدت کے لیے ادھار کا لین دین کرو تو اُسے لکھ لو اور چاہیے کہ اُس کو تمھارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے۔ اور جسے لکھنا آتا ہو، وہ لکھنے سے انکار نہ کرے، بلکہ جس طرح اللہ نے اُسے سکھایا ہے، وہ بھی دوسروں کے لیے لکھ دے۔ اور یہ دستاویز اُسے لکھوانی چاہیے[۷۳۰] جس پر حق عائد ہوتا ہو۔ اور وہ اللہ، اپنے پروردگار سے ڈرے اور اُس میں کوئی کمی نہ کرے۔ پھر اگر وہ شخص جس پر حق عائد ہوتا ہے، نادان یا ضعیف ہو یا لکھوا نہ سکتا ہو تو

[۷۳۰] اصل میں لفظ 'فلیملل' استعمال ہوا ہے، اِس کی ایک صورت 'املاء' بھی ہے۔ عربی زبان میں تضعیف کے دو حرفوں میں سے ایک کو 'ی' میں تبدیل کر کے لفظ کو ہلکا کر لینے کی یہ صورت عام ہے۔ قرآن مجید میں 'یتسنیٰ' اور 'یتصدیٰ' اسی کی مثالیں ہیں۔

وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ، اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى، وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا، وَ لَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا

اُس کے ولی کو چاہیے کہ وہ انصاف کے ساتھ لکھوا دے۔ اور تم اِس پر اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی گواہی کرا لو، لیکن اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، تمھارے پسندیدہ گواہوں میں سے۔ دو عورتیں اِس لیے کہ اگر ایک الجھے تو دوسری یاد دلا دے[۷۳۱]۔ اور یہ گواہ جب بلائے جائیں تو اُنھیں انکار نہیں

---

[۷۳۱] اِس آیت میں گواہی کا جو ضابطہ بیان ہوا ہے، اُس کے بارے میں دو باتیں واضح رہنی چاہییں:

ایک یہ کہ واقعاتی شہادت کے ساتھ اِس ضابطے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ صرف دستاویزی شہادت سے متعلق ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ دستاویزی شہادت کے لیے گواہ کا انتخاب ہم کرتے ہیں اور واقعاتی شہادت میں گواہ کا موقع پر موجود ہونا ایک اتفاقی معاملہ ہوتا ہے۔ ہم اگر کوئی دستاویز لکھتے ہیں یا کسی معاملے میں کوئی اقرار کرتے ہیں تو ہمیں اختیار ہے کہ اُس پر جسے چاہیں، گواہ بنائیں۔ لیکن زنا، چوری، قتل، ڈاکا اور اِس طرح کے دوسرے جرائم میں جو شخص بھی موقع پر موجود ہوتا ہے، وہی گواہ قرار پاتا ہے۔ چنانچہ شہادت کی اِن دونوں صورتوں کا فرق اِس قدر واضح ہے کہ اِن میں سے ایک کو دوسری کے لیے قیاس کا مبنیٰ نہیں بنایا جا سکتا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

دوسری یہ کہ آیت کے موقع و محل اور اسلوبِ بیان میں اِس بات کی کوئی گنجایش نہیں ہے کہ اِسے قانون و عدالت سے متعلق قرار دیا جائے۔ اِس میں عدالت کو مخاطب کر کے یہ بات نہیں کہی گئی کہ اِس طرح کا کوئی مقدمہ اگر پیش کیا جائے تو مدعی سے اِس نصاب کے مطابق گواہ طلب کرو۔ اِس کے مخاطب ادھار کا لین دین کرنے والے ہیں اور اِس میں اُنھیں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اگر ایک خاص مدت کے لیے اِس طرح کا کوئی معاملہ کریں تو اُس کی دستاویز لکھ لیں اور نزاع اور نقصان سے بچنے کے لیے اُن گواہوں کا انتخاب کریں جو پسندیدہ اخلاق کے حامل، ثقہ، معتبر اور ایمان دار بھی ہوں اور اپنے حالات و مشاغل کے لحاظ سے اِس ذمہ داری کو بہتر طریقے پر پورا بھی کر سکتے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اِس میں اصلاً مردوں ہی کو گواہ بنانے اور دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کو گواہ بنانے کی ہدایت کی گئی ہے تاکہ گھر میں رہنے والی یہ بی بی اگر عدالت کے ماحول میں کسی گھبراہٹ میں مبتلا ہو تو گواہی کو ابہام و اضطراب سے بچانے کے لیے ایک دوسری بی بی اُس کے لیے سہارا بن جائے۔ اِس کے یہ معنی، ظاہر ہے کہ نہیں ہیں اور نہیں ہو سکتے کہ عدالت میں مقدمہ اُسی وقت ثابت ہو گا، جب کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اُس کے بارے میں گواہی دینے کے لیے آئیں۔ یہ ایک معاشرتی ہدایت ہے جس کی پابندی اگر لوگ

اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ. ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا، اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ، فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا، وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ، وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيْدٌ، وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ بِكُمْ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ، وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ. ﴿۲۸۲﴾

کرنا چاہیے۔ اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا، اُس کے وعدے تک اُسے لکھنے میں تساہل نہ کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ طریقہ زیادہ مبنی بر انصاف ہے، گواہی کو زیادہ درست رکھنے والا ہے اور اِس سے تمھارے شبہوں میں پڑنے کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ ہاں، اگر معاملہ روبرو اور دست گرداں نوعیت کا ہو، تب اُس کے نہ لکھنے میں تم پر کوئی حرج نہیں ہے۔ اور سودا کرتے وقت بھی گواہ بنا لیا کرو، اور (متنبہ رہو کہ) لکھنے والے یا گواہی دینے والے کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے، اور اگر تم ایسا کرو گے تو یہ وہ گناہ ہے جو تمھارے ساتھ چپک جائے گا[۷۳۲]۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور (اِس بات کو سمجھو کہ) اللہ تمھیں تعلیم دے رہا ہے، اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے[۷۳۳]۔ ۲۸۲

کریں گے تو اُن کے لیے یہ نزاعات سے حفاظت کا باعث بنے گی۔ لوگوں کو اپنی صلاح و فلاح کے لیے اِس کا اہتمام بہرحال کرنا چاہیے، لیکن مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لیے یہ کوئی نصاب شہادت نہیں ہے جس کی پابندی عدالت کے لیے ضروری ہے۔ چنانچہ اِس سلسلہ کی تمام ہدایات کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ طریقہ اللہ کے نزدیک زیادہ مبنی بر انصاف ہے، گواہی کو زیادہ درست رکھنے والا ہے، اور اِس سے شبہوں میں پڑنے کا امکان کم ہو جاتا ہے۔

[۷۳۲] اصل الفاظ ہیں: 'فانہ فسوق بکم'۔ اِن میں ساتھ لگ جانے یا چپک جانے کا مفہوم عربیت کی رو سے متضمن ہے اور 'فسوق' کے بعد 'ب' اِس پر دلالت کرتی ہے۔

[۷۳۳] اِس آیت کے احکام کا خلاصہ استاذ امام امین احسن اصلاحی نے اپنی تفسیر میں اِس طرح بیان فرمایا ہے:

''جب کوئی قرض لین دین ایک خاص مدت تک کے لیے ہو تو اُس کی دستاویز لکھ لی جائے۔

یہ دستاویز دونوں پارٹیوں کی موجودگی میں کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے، اِس میں کوئی دغل فشل نہ کرے اور جس کو لکھنے کا سلیقہ ہو، اُس کو چاہیے کہ وہ اِس خدمت سے انکار نہ کرے۔ لکھنے کا سلیقہ اللہ کی ایک نعمت ہے، اِس نعمت کا شکر یہ ہے کہ

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا، فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ، فَاِنْ اَمِنَ

اور اگر تم سفر میں ہو اور تمھیں کوئی لکھنے والا نہ ملے تو قرض کا معاملہ رہن قبضہ کرانے کی صورت میں بھی ہو

آدمی ضرورت پڑنے پر لوگوں کے کام آئے۔ اِس نصیحت کی ضرورت اِس وجہ سے پیش آئی کہ اُس زمانے میں لکھے پڑھے لوگ کم تھے۔ دستاویزوں کی تحریر اور اُن کی رجسٹری کا سرکاری اہتمام اُس وقت تک نہ عمل میں آیا تھا اور نہ اُس کا عمل میں آنا ایسا آسان تھا۔

دستاویز کے لکھوانے کی ذمہ داری قرض لینے والے پر ہوگی۔ وہ دستاویز میں اعتراف کرے گا کہ میں فلاں بن فلاں کا اتنے کا قرض دار ہوں اور لکھنے والے کی طرح اُس پر بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اِس اعتراف میں تقویٰ کو ملحوظ رکھے اور ہرگز صاحب حق کے حق میں کسی قسم کی کمی کرنے کی کوشش نہ کرے۔

اگر یہ شخص کم عقل ہو یا ضعیف ہو یا دستاویز وغیرہ لکھنے لکھانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو جو اُس کا ولی یا وکیل ہو، وہ اُس کا قائم مقام ہو کر انصاف اور سچائی کے ساتھ دستاویز لکھوائے۔

اِس پر دو مردوں کی گواہی ثبت ہوگی جن کے متعلق ایک ہدایت یہ ہے کہ وہ 'من رجالکم' یعنی اپنے مردوں میں سے ہوں۔ جس سے بیک وقت دو باتیں نکلتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ مسلمان ہوں۔ دوسری یہ کہ وہ اپنے میل جول اور تعلق کے لوگوں میں سے ہوں کہ فریقین اُن کو جانتے پہچانتے ہوں۔ دوسری یہ کہ وہ 'ممن ترضون' یعنی پسندیدہ اخلاق و عمل کے، ثقہ، معتبر اور ایمان دار ہوں۔

اگر مذکورہ صفات کے دو مرد میسر نہ آسکیں تو اِس کے لیے ایک مرد اور دو عورتوں کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ دو عورتوں کی شرط اِس لیے ہے کہ اگر ایک سے کسی لغزش کا صدور ہوگا تو دوسری کی تذکیر و تنبیہ سے اُس کا سدباب ہو سکے گا۔ یہ فرق عورت کی تحقیر کے پہلو سے نہیں ہے، بلکہ اُس کی مزاجی خصوصیات اور اُس کے حالات و مشاغل کے لحاظ سے یہ ذمہ داری اُس کے لیے ایک بھاری ذمہ داری ہے، اِس وجہ سے شریعت نے اِس کے اٹھانے میں اُس کے لیے سہارے کا بھی انتظام فرما دیا ہے۔ یہ موضوع اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ سورۂ نساء میں زیر بحث آئے گا۔

جو لوگ کسی دستاویز کے گواہوں میں شامل ہو چکے ہوں، عند الطلب اُن کو گواہی سے گریز کی اجازت نہیں ہے۔ اِس لیے کہ حق کی شہادت ایک عظیم معاشرتی خدمت بھی ہے اور شہداء اللہ ہونے کے پہلو سے اِس امت کے فریضۂ منصبی کا ایک جزو بھی۔

قرض لین دین کا معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا، اگر وہ کسی مدت کے لیے ہے، دست گرداں نوعیت کا نہیں ہے تو اُس کو قید تحریر میں لانے سے گرانی نہیں محسوس کرنی چاہیے۔ جو لوگ اِس کو زحمت سمجھ کر ٹال جاتے ہیں، وہ سہل انگاری کی وجہ سے بسا اوقات

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بَعْضُكُمْ بَعْضًا، فَلْيُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ، وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ، وَ لَاتَكْتُمُوا

سکتا ہے۷۳۴۔ پھر اگر ایک دوسرے پر بھروسے کی صورت نکل آئے تو جس کے پاس (رہن کی وہ چیز) امانت رکھی گئی ہے، وہ یہ امانت واپس کر دے اور اللہ، اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے۷۳۵۔ (اور اِس معاملے پر گواہی

ایسے جھگڑوں میں پھنس جاتے ہیں جن کے نتائج بڑے دوررس نکلتے ہیں۔

مذکورہ بالا ہدایات اللہ تعالیٰ کے نزدیک حق وعدالت سے قرین، گواہی کو درست رکھنے والی اور شک ونزاع سے بچانے والی ہیں، اِس لیے معاشرتی صلاح وفلاح کے لیے اِن کا اہتمام ضروری ہے۔

دست گرداں لین دین کے لیے تحریر وکتابت کی پابندی نہیں ہے۔

ہاں، اگر کوئی اہمیت رکھنے والی خرید وفروخت ہوئی ہے تو اُس پر گواہ بنا لینا چاہیے تاکہ کوئی نزاع پیدا ہو تو اُس کا تصفیہ ہو سکے۔

نزاع پیدا ہو جانے کی صورت میں کاتب یا گواہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کسی فریق کے لیے جائز نہیں ہے۔ کاتب اور گواہ ایک اہم اجتماعی وتمدنی خدمت انجام دیتے ہیں۔ اِس وجہ سے اُن کو بلاوجہ نقصان پہنچانے کی کوشش کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ثقہ اور محتاط لوگ گواہی اور تحریر وغیرہ کی ذمہ داریوں سے گریز کرنے لگیں گے اور لوگوں کو پیشہ ور گواہوں کے سوا کوئی معقول گواہ ملنا مشکل ہو جائے گا۔ اِس زمانے میں ثقہ اور سنجیدہ لوگ گواہی وغیرہ کی ذمہ داریوں سے جو بھاگتے ہیں، اُس کی وجہ یہی ہے کہ کوئی معاملہ نزاعی صورت اختیار کر لیتا ہے تو اُس کے گواہوں کی شامت آ جاتی ہے۔ یہ بے چارے ہتک، اغوا، نقصان مال وجائداد، بلکہ قتل تک کی تعدیوں کے نشانہ بن جاتے ہیں۔ قرآن نے اِس قسم کی شرارتوں سے روکا کہ جو لوگ اِس قسم کی حرکتیں کریں گے، وہ یاد رکھیں کہ یہ کوئی چھوٹی موٹی نافرمانی نہیں ہے جو آسانی سے معاف ہو جائے گی، بلکہ یہ ایک ایسا فسق ہے جو اُن کے ساتھ چمٹ کے رہ جائے گا اور اِس کے برے نتائج سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔''

(تدبر قرآن ۱/۶۴۰)

[۷۳۴] اصل میں 'فرھان مقبوضة' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اِن کی خبر کو بھی محذوف قرار دیا جا سکتا ہے اور اِن کو خبر مان کر اِن کا مبتدا بھی محذوف قرار دے سکتے ہیں۔ ہم نے دوسری صورت کو ترجیح دی ہے اور ترجمہ اسی کے لحاظ سے کیا ہے۔

[۷۳۵] اِس سے واضح ہے کہ رہن کی اجازت صرف اُسی وقت تک ہے، جب تک قرض دینے والے کے لیے اطمینان کی صورت پیدا نہیں ہو جاتی۔ اللہ کا حکم ہے کہ یہ صورت پیدا ہو جائے تو رہن رکھی ہوئی چیز لازماً واپس کر دینی چاہیے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

الشَّھَادَۃَ، وَمَنْ یَّکْتُمْھَا فَاِنَّہٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ، وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ. ﴿٢٨٣﴾
لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ، وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ
تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ، فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ، وَاللّٰہُ عَلٰی

کرا لے) اور گواہی (جس صورت میں بھی ہو، اُس) کو ہرگز نہ چھپاؤ اور (یاد رکھو کہ) جو اُسے چھپائے گا، اُس کا دل گناہ گار ہوگا،[٧٣٦] اور (یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُسے جانتا ہے۔٢٨٣

زمین[٧٣٧] اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، سب اللہ ہی کا ہے، (اِس لیے تم بھی اے بنی اسرائیل، ایک دن اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے) اور جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے، اُسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ اُس کا حساب تم سے لے گا۔ پھر جس کو چاہے گا، (اپنے قانون کے مطابق) بخش دے گا اور جس کو چاہے گا، سزا دے

”...جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ ایک دوسرے پر اعتماد کے لیے جو باتیں مطلوب ہیں، وہ فراہم ہو جائیں۔ مثلاً سفر ختم کر کے حضر میں آ گئے، دستاویز کی تحریر کے لیے کاتب اور گواہ مل گئے، اپنوں کی موجودگی میں قرض معاملت کی تصدیق ہو گئی اور اِس امر کے لیے کوئی معقول وجہ باقی نہیں رہ گئی کہ قرض دینے والا رہن کے بغیر اعتماد نہ کر سکے تو پھر اُس کو چاہیے کہ وہ رہن کردہ چیز اُس کو واپس کر دے اور اپنے اطمینان کے لیے چاہے تو وہ شکل اختیار کرے جس کی اوپر ہدایت کی گئی ہے۔ یہاں رہن کردہ مال کو امانت سے تعبیر فرمایا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرض دینے والے کے پاس رہن بطور امانت ہوتا ہے، جس کی حفاظت ضروری اور جس سے کسی قسم کا انتفاع ناجائز ہے۔“ (تدبر قرآن ١/ ٦٤٣)

[٧٣٦] یعنی یہ ایسا گناہ نہیں ہے جس کا اثر انسان کے محض ظاہری وجود تک ہی رہے۔ یہ لازماً دل میں اترے گا اور اُسے آلودۂ گناہ کرے گا، اِس لیے اِس کو کوئی معمولی چیز سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

[٧٣٧] یہ اِس عظیم سورہ کا خاتمہ ہے جس میں بنی اسرائیل سے اظہار براءت کے بعد ایک بے مثل دعا اِس نئی امت کی زبان پر جاری ہوگئی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد بنی اسمٰعیل میں سے اٹھائی گئی۔ سورۂ فاتحہ کی طرح خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس کا نزول اِس بات کی بشارت ہے کہ یہ حرف بہ حرف قبول بھی ہو جائے گی۔ استاذ امام امین احسن اصلاحی اِس دعا کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اِس کے لفظ لفظ سے اُس بھاری ذمہ داری کا احساس بھی ٹپک رہا ہے جو اِس امت پر ڈالی گئی ہے، وہ اعتراف بھی نمایاں ہو رہا ہے جو روحِ ایمان ہے، اُن باتوں سے بچائے جانے کی التجا بھی جھلک رہی ہے جو پچھلی امتوں کے لیے ٹھوکر کا باعث

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. ﴿۲۸۴﴾

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ، كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ، لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ، وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا، غُفْرَانَكَ رَبَّنَا، وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ. ﴿۲۸۵﴾ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا، لَهَا مَا كَسَبَتْ

گا، اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ ۲۸۴

(تم نہیں مانتے تو اِس کا نتیجہ بھی تمھیں ہی دیکھنا ہے)[۷۳۸]۔ ہمارے پیغمبر نے تو اُس چیز کو مان لیا[۷۳۹] جو اُس کے پروردگار کی طرف سے اُس پر نازل کی گئی ہے، اور اُس کے ماننے والوں نے بھی۔ یہ سب اللہ پر ایمان لائے، اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان لائے[۷۴۰]۔ (اِن کا اقرار ہے کہ) ہم اللہ کے پیغمبروں میں سے کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے[۷۴۱] اور اِنھوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم نے سنا اور سر اطاعت جھکا دیا[۷۴۲]۔ پروردگار، ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں[۷۴۳] اور (جانتے ہیں کہ) ہمیں لوٹ کر

ہوئیں اور ادائے فرض کی راہ میں جن مشکلات کے اندیشے ہیں، اُن میں استعانت اور جن لغزشوں کے خطرے ہیں، اُن سے درگذر کی درخواست بھی ہے۔'' (تدبرقرآن ۱/ ۶۴۵)

[۷۳۸] اِس مضمون کے ساتھ، اگر غور کیجیے تو یہود پر اتمام حجت اور ایک نئی امت کی تاسیس کے بعد بات وہیں پہنچ گئی، جہاں سے شروع ہوئی تھی کہ اِس کتاب سے ہدایت وہی لوگ پائیں گے جو خدا سے ڈرنے والے ہوں۔ یہی اِس سورہ کا اصل پیغام ہے اور عود علی البدء کے اسلوب پر قرآن نے خاتمۂ کلام میں ایک مرتبہ پھر اِسے نہایت خوبی کے ساتھ نمایاں کر دیا ہے۔

[۷۳۹] اِس سے واضح ہے کہ پیغمبر جس چیز کو لے کر آتا ہے، 'انا اول المؤمنین' کہتے ہوئے سب سے پہلے اور سب سے آگے بڑھ کر اُسے ماننا بھی ہے۔

[۷۴۰] یہ تمام ایمانیات اِس سے پہلے آیت ۱۷۷ کے تحت زیر بحث آ چکے ہیں۔ یہاں اِن کا ذکر جس بات کو واضح کرنے کے لیے ہوا ہے، وہ آگے بیان ہوگئی ہے کہ یہ نئی امت خدا کی پوری ہدایت پر ایمان لائی ہے۔ یہود کی طرح اِس کے ایک حصے کو مان کر دوسرے کا انکار نہیں کر رہی ہے۔

[۷۴۱] اِس جملے میں غائب کے صیغے سے یکا یک متکلم کی طرف اسلوب کی جو تبدیلی ہوئی ہے، اُس کا مقصد یہ ہے کہ

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَعَلَيۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ، رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ اِنۡ نَّسِيۡنَآ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا، رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَآ اِصۡرًا، كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا، رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا

تیرے ہی حضور میں پہنچنا ہے ـــــ (یہ حقیقت ہے کہ) اللہ کسی پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ (اُس کا قانون ہے کہ) اُسی کو ملے گا جو اُس نے کمایا ہے اور وہی بھرے گا جو اُس نے کیا ہے[۷۴۴] ـــــ پروردگار، ہم بھول جائیں یا غلطی کر جائیں تو اُس پر ہماری گرفت نہ کرنا[۷۴۵]۔ اور پروردگار، تو ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلوں پر ڈالا تھا[۷۴۶]۔ اور پروردگار، کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جسے ہم اٹھا نہیں سکتے[۷۴۷]،

بات کو محض خبر کی جگہ سے اٹھا کر اُس میں اعتراف و اقرار کا مضمون نمایاں کر دیا جائے۔

[۷۴۲] اِس جملے میں، اگر غور کیجیے تو یہود کے 'سمعنا و عصينا' پر ایک لطیف تعریض بھی ہے۔

[۷۴۳] اصل میں لفظ 'غفرانك' آیا ہے۔ یہ فعل محذوف کا مفعول ہے۔ اِس موقع پر حذف کا یہ اسلوب دعا کرنے والے کے اضطراب کو نمایاں کرتا ہے اور سمع و طاعت کے اقرار کے معاً بعد یہ دعا بتاتی ہے کہ خدا کی مغفرت کا سہارا نہ ہو تو بندہ اِس دنیا میں اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی ذمہ داری بھی اٹھانے کا حوصلہ نہیں کر سکتا۔

[۷۴۴] دعا کے بیچ میں یہ جملۂ معترضہ تسلی اور بشارت کے لیے ہے کہ جو ذمہ داری اِس نئی امت پر ڈالی جا رہی ہے، وہ اِس کی طاقت سے زیادہ نہیں ہے اور اِس میں ہر شخص کی جزا و سزا اُس کے اپنے ایمان و عمل کے لحاظ سے ہو گی۔ نہ کسی کے اختیار و امکان سے باہر کی چیزوں پر اُس کا مواخذہ کیا جائے گا اور نہ کسی کا ایمان و عمل دوسرے کے لیے نفع و ضرر کا باعث بنے گا۔ ہر شخص جو بوئے گا، وہی کاٹے گا اور جو کرے گا، وہی بھرے گا۔

[۷۴۵] اِس طرح کی بھول چوک اگرچہ معاف ہی ہونی چاہیے، لیکن اِس کے باوجود اِس کے لیے معافی کی درخواست بندوں کی طرف سے غایت درجہ خشیت کو ظاہر کرتی ہے جس سے توقع ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید رحمت و عنایت کے مستحق ہوں گے۔

[۷۴۶] یہ اُن اصر و اغلال کی طرف اشارہ ہے جو یہود کی شریعت میں اُن کی سرکشی کے باعث موجود تھے اور جب وہ اُن کو نہیں اٹھا سکے تو بالآخر اُن کے لیے خدا کا عذاب بن گئے۔

[۷۴۷] یہ استطاعت سے باہر اُن آزمایشوں سے محفوظ رہنے کی درخواست ہے جو بنی اسمٰعیل کو منصب شہادت کی ذمہ داری ادا کرنے کی راہ میں پیش آ سکتی تھیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

بِهٖ، وَاعْفُ عَنَّا، وَاغْفِرْلَنَا، وَارْحَمْنَا، اَنْتَ مَوْلٰنَا، فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ. ﴿۲۸۶﴾

اور ہمیں معاف کر دے اور بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو ہمارا آقا ہے، اور اِن کافروں[۷۴۸] کے مقابلے میں (جو ہمارے دشمن بن کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں)، ہماری مدد کر۔ ۲۸۵-۲۸۶

---

[۷۴۸] اِس سے مراد وہ منکرین یہود ہیں جو اس طرح اتمام حجت کے باوجود اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری طرح پہچان لینے کے بعد بھی نہ صرف یہ کہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہوئے، بلکہ الٹا آپ کی دعوت کے دشمن بن کر مقابلے پر آ گئے۔

—— جاوید احمد غامدی

بدھ، ۲۹ اپریل ۲۰۰۳ء

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org